خصوصی سیکشن 1: چین پاک اقتصادی راہداری کے تناظر میں انسانی استعداد کی اہمیت

خ 1.1 تعارف

پاکستان کی مجموعی آبادی 2017ء کی مردم شماری کے مطابق 207.8 ملین ہے جس میں سالانہ 2.4 فیصد کی شرح سے اضافہ ہو رہا ہے۔ اسی طرح ملک کی افرادی قوت بھی بڑھ رہی ہے، مالی سال 2000ء میں یہ 39.4 ملین تھی جو مالی سال 18ء میں 65.5 ملین ہو چکی تھی۔ اس کا مطلب سالانہ تقریباً 1.5 ملین کارکنوں کا اضافہ ہے۔ مجموعی آبادی میں نوجوانوں (15 سے 29 سال) کے تناسب میں بتدریج اضافے سے افرادی قوت میں اس نمو کو مدد ملی ہے، یہ تناسب اس وقت 26.8 فیصد ہے۔ ان عوامل کی بنا پر یہ بات قومی اہمیت اختیار کر گئی ہے کہ افرادی قوت کو لیبر مارکیٹ میں جذب کیا جائے جس کے لیے نئی ملازمتیں پیدا کرنی ہوں گی اور مہارتوں میں اضافہ کرنا ہوگا۔ چین پاک اقتصادی راہداری (سی پیک) کے تحت توجہ کا مرکز اب زرعی ترقی، صنعتی ترقی، اور ٹیکنالوجی میں سرمایہ کاری ہے چنانچہ ملک کو اس موقع سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔

سی پیک سے ملکی افرادی قوت کے لیے، خاص طور پر مجوّزہ خصوصی اقتصادی زون (ایس ای زیڈ) کے قیام کے بعد ملازمتوں کے نئے دروازے کھل جانے کی توقع ہے۔ تاہم جب اس ترقی کی صورت واضح ہوگی تو کارکنوں کی ضرورت بتدریج زیادہ بڑھ جائے گی۔ پاکستان کو اسی لحاظ سے معیشت میں انسانی وسائل کی سطح بہتر بنانے پر توجہ دینے کی ضرورت ہے تاکہ موجودہ اور مستقبل دونوں ادوار کی افرادی قوت کی اتنی ہنرمندی کو یقینی بنایا جائے کہ وہ ملازمت کی ارتقاپذیر نوعیت کے بڑھتے ہوئے تکنیکی تقاضے پورے کر سکے۔

اس سلسلے میں اس سیکشن کا مقصد یہ ہے کہ (i) ملک کے انسانی سرمائے کی موجودہ حالت کا تجزیہ کیا جائے، (ii) سی پیک کے اگلے مرحلے کے تحت، پاکستانی کارکنوں کے لیے ملازمتوں کے مواقع اجاگر کیے جائیں، (iii) ان مواقع سے حاصل ہونے والے فوائد کو زیادہ سے زیادہ کرنے کے لیے افرادی قوت کی تیاری کی سطح جانچی جائے، اور (iv) ملکی افرادی قوت کی مہارتوں کا فقدان دور کرنے کے لیے بعض تجاویز اور حالیہ پیش رفت پر بحث کی جائے۔

خ 1.2 پاکستان میں انسانی سرمائے کی ترقی کی موجودہ سطح پست ہے

اقتصادی معنوں میں انسانی سرمائے کا مطلب ہے، افراد کے ایک مجموعے کے پاس موجود اہلیت کی مقدار اور سطح جو معیشت میں محنت کی پیداواریت بڑھانے میں مدد دے سکے۔ اگرچہ اس تناظر میں تعلیم کو عموماً ایک اہم عامل سمجھا جاتا ہے، تاہم یہی کافی نہیں۔ تعلیم کے علاوہ جسمانی صحت، مہارت اور سماجی اوصاف وغیرہ بھی انسانی سرمائے کی مجموعی حالت پر اثرانداز ہوتی ہیں۔

حال میں، عالمی بینک نے 2018ء میں انسانی سرمائے کا اشاریہ (ایچ سی آئی) متعارف کرایا ہے جس کے تحت مختلف متغیرات کے لحاظ سے 157 ملکوں کی درجہ بندی کی گئی ہے تاکہ یہ دیکھا جائے کہ آج پیدا ہونے والا بچہ 18 سال عمر کو پہنچنے پر کس سطح کے انسانی سرمائے کی ملکیت کی توقع کر سکتا ہے۔ یہ اشاریہ تعلیم اور صحت کے پانچ اظہاریوں پر مبنی ہے: (i) ایک بچے کے 5 سال عمر کو پہنچنے کا امکان، (ii) اسکول کی تعلیم کے متوقع سال، (iii) تعلیمی معیار کی پیمائش کے لحاظ سے ہم آہنگ ٹیسٹ اسکور (تاکہ اسکول کے زمانے میں "تعلیمی مطابقت" کے سال معلوم کیے جائیں)، (iv) بالغ افراد کے 60 سال عمر کو پہنچنے کی شرح، اور (v) پانچ سال سے کم عمر کے اُن بچوں کا تناسب جن کی جسامت بلحاظ عمر چھوٹی ہو۔

جدول خ 1.1: انسانی سرمائے کا اشاریہ (ایچ سی آئی) 2018ء اور درجہ بندی – پاکستان کی کارکردگی

اجزا	لڑکے	لڑکیاں	مجموعی	درجہ بندی#
5 سال عمر کو پہنچنا	0.92	0.93	0.93	142
اسکول کی تعلیم کے متوقع سال	9.5	8.1	8.8	127
ہم آہنگ ٹیسٹ اسکور	335	343	339	145
اسکول کی تعلیم کے سال بلحاظ علم	5.1	4.4	4.8	134
بلوغت کی عمر کو پہنچنے کی شرح*	0.82	0.86	0.84	93
Not Stunted Rate**	0.52	0.58	0.55	103
مجموعی ایچ سی آئی	**0.39**	**0.38**	**0.39**	**137**

ماخذ: عالمی بینک

157 ملکوں میں درجہ

*156 ملکوں کا ڈیٹا دستیاب ہے، **109 ملکوں کا ڈیٹا دستیاب ہے

شکل خ 1.1 : انسانی سرمائے اور ترقی کے اشاریوں کی علاقائی کارکردگی کا موازنہ

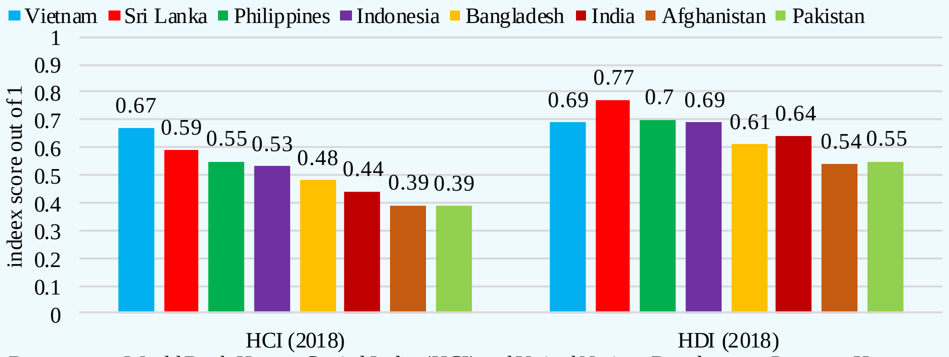

Data source: World Bank Human Capital Index (HCI) and United Nations Development Program Human Development Index

بحیثیتِ مجموعی پاکستان 157 ملکوں میں سے 134 ویں درجے پر ہے، چنانچہ وہ علاقائی اور ہمسر ملکوں دونوں لحاظ سے پست درجے پر آتا ہے۔ اجزا کے لحاظ سے کارکردگی بھی ناقص ہے، تمام اظہاریوں میں پاکستان کی صورتِ حال غیر تسلی بخش ہے (**جدول خ 1.1**)۔ یہ نتائج اقوامِ متحدہ کے ترقیاتی پروگرام کے 'انسانی ترقی کے اشاریے' (ایچ ڈی آئی) کے مشاہدات سے بھی مطابقت رکھتے ہیں (**شکل خ 1.1**)۔ 2018ء کی ایچ ڈی آئی درجہ بندی کے مطابق پاکستان 189 ملکوں میں 150 ویں درجے پر ہے۔

ایچ سی آئی کے نتائج پر دوبارہ نظر ڈالتے ہوئے یہ بات تشویش ناک معلوم ہوتی ہے کہ پاکستان میں بچوں کی اسکول کی تعلیم کا اوسط متوقع عرصہ 8.8 سال ہے، اس لحاظ سے پاکستان 157 ملکوں میں 127 ویں درجے پر ہے۔ تاہم اس مسئلے کو مزید سنگین بنانے والی چیز یہ ہے کہ پاکستان میں اسکول میں داخل ہونے والے بچوں کا "تعلیم بلحاظ علم" (learning-adjusted education) - تعلیمی برسوں کے مقابلے میں حقیقتاً حاصل کیا گیا علمی معیار - کے معاملے میں معیار تقریباً 4.8 سال ہے (جسے جاننے کے لیے مختلف ملکوں کے معیاری ٹیسٹ اسکورز استعمال کیے گئے)۔ یہ سطح علاقائی اوسط کے موازنے میں پست ترین ہے (**شکل خ 1.2**)۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ 3.3 سال کی عالمی اوسط کے مقابلے میں پاکستان علمی فرق کے لحاظ سے نمایاں طور پر 4 سال پیچھے ہے۔

نجی شعبے کے ایک غیر نفع بخش ادارے 'الف اعلان' کے قومی تعلیمی سروے برائے 2013ء (جو تازہ ترین دستیاب سروے ہے) کے مطابق پاکستانی شہری معیاری تعلیم کے دستیاب ذرائع کے فقدان پر فکر مند ہیں۔ ملک میں تعلیمی معیار کی حالت کو تقریباً 45 فیصد رائے دہندگان نے "ناقص" قرار دیا جبکہ 49 فیصد نے خدشہ ظاہر کیا کہ ہمارے بچے ہمسایہ ملکوں کے بچوں کے مقابلے میں پیچھے ہیں۔ نیز، 65 فیصد شرکا کی رائے یہ تھی کہ ملک میں پست تعلیمی معیار کا نتیجہ دوسرے ملکوں کے مقابلے میں پاکستان کی ناقص معاشی کارکردگی کی صورت میں نکل رہا ہے۔

شکل خ 1.2: تعلیم بلحاظ علم-ایک موازنہ

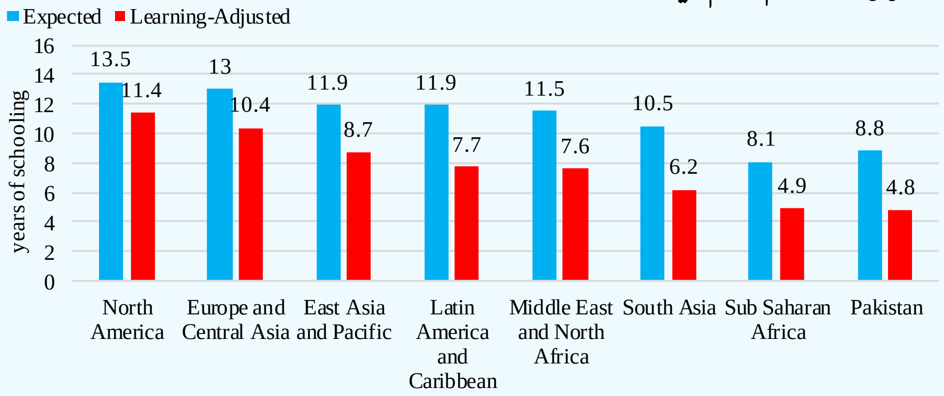

Data source: World Bank Human Capital Index (2018)

جدول خ 1.2: تعلیمی سطح کے لحاظ سے اسکول سے محروم بچوں کا ملکی تخمینہ

سطح	عمر کا گروپ	تعداد	اسکول میں داخل	اسکول سے محروم بچے	اسکول سے محروم بچے (فیصد)
پرائمری	5 سے 9 سال	22,670,715	17,574,849	5,095,866	22.5
مڈل	10 سے 12 سال	12,781,300	6,119,197	6,662,103	52.1
ہائی	13 سے 14 سال	8,520,866	2,835,326	5,685,540	66.7
ہائر سیکنڈری	15 سے 16 سال	8,934,989	1,356,825	7,578,164	84.8
مجموعی	5 سے 16 سال	52,907,870	27,886,197	25,021,673	47.3

ماخذ: الف اعلان کی رپورٹ 2014ء، "25 ملین وعدہ خلافیاں: پاکستان کے اسکول سے محروم بچوں کا بحران" اسلام آباد: الف اعلان

یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ انسانی سرمائے یا ترقی کی سطح جانچنے کے لیے اوپر جن اشاریوں کا حوالہ دیا گیا ہے ان میں کسی ملک کے اسکولوں سے محروم بچے شامل نہیں کیے گئے ہیں۔ فکر کی بات یہ ہے کہ پاکستان کے معاملے میں 5 اور 16 سال کے درمیانی عمر کے تقریباً 25.0 ملین بچے اسکول کی تعلیم سے محروم ہیں، یعنی اسکول کے لائق بچوں کی مجموعی تعداد کا 47.3 فیصد حصہ اسکول ہی نہیں جاتا، اور تعلیم کی سطح بڑھنے کے لحاظ سے یہ تناسب بھی بڑھتا جاتا ہے (**جدول خ 1.2**)۔

شکل خ 1.3 : سی پیک کے تحت ملازمتوں کے امکانات، م س 15ء سے م س 31ء تک

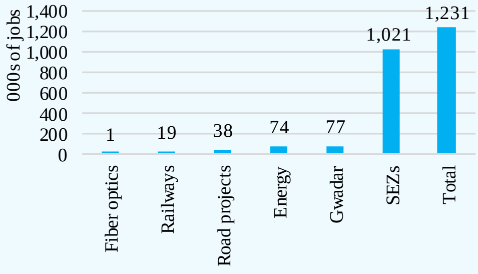

Data source: CPEC Center of Excellence (2018)

خ 1.3 نئی افرادی قوت کو سی پیک کے تحت سرگرمیوں میں پہلے سے زیادہ علم و ہنر کی ضرورت کا سامنا ہوگا

4 نومبر 2018ء کو پاکستان اور چین نے ایک مشترکہ اعلامیہ جاری کیا جس کا عنوان یہ تھا: "نئے عہد میں چین پاک سدا بہار اسٹرے ٹجک تعاونی شراکت کی مضبوطی اور مشترک مستقبل کی حامل چین پاک برادری کی تعمیر"۔ اس طرح سی پیک کے تحت ترقی کے اگلے مرحلے کے آغاز کا باضابطہ اشارہ دیا گیا جس میں توانائی اور ریل/روڈ انفرا سٹرکچر کے بجائے صنعت، زرعی میکانیت، سیاحت، ہائی ٹیک فنانس، بندرگاہوں کی ترقی اور ڈجیٹل اور ٹیکنالوجیکل ترقی کے شعبوں کی طرف زیادہ توجہ دی گئی ہے۔

اب جبکہ سی پیک کا پہلا مرحلہ اپنی تکمیل کے قریب ہے، ملازمتوں کے لحاظ سے اس کے اثرات کی پیمائش اب ممکن ہے۔ سی پیک سینٹر آف ایکسی لینس کی طرف سے حال میں شائع ہونے والے ایک ورکنگ پیپر[1] کے مطابق توانائی، روڈ اور ریل کے مختلف منصوبوں کے نتیجے میں م س15ء سے م س18ء تک 124,470 براہِ راست ملازمتیں پورے ملک میں پیدا ہوئی ہیں۔ یہ بات حوصلہ افزا ہے کہ م س31ء

جدول خ 1.3 : سی پیک کے تحت ممکنہ ملازمتوں کی تقسیم* بلحاظ شعبہ

شعبہ	کم ہنر مند	درمیانہ ہنر مند	اعلیٰ ہنر مند
زراعت	بوائی، کاشت کاری، لاجسٹک، ماہی گیری، ذخیرہ کاری، سیکورٹی گارڈ، پیکنگ	مشینری کی تنصیب، برقی ذرائع سے اطلاعات کی ترسیل، ریفریجریشن سسٹمز چلانا، مچھلی محفوظ رکھنے کے طریقے	پروسیسنگ مشینریز، سپلائی چین کی ٹریکنگ اور نگرانی، تحقیق وترقی، مراکز برائے تجربات اور نمائش، تحفظِ آب کے طریقوں پر عمل درآمد، ای ایگری اپیلی کیشنز کی تیاری، تربیت
صنعت	پیکجنگ، بنیادی پراسیسنگ، آلات کی تنصیب، حصول وخریداری، دستی مزدوری، سیکورٹی گارڈ	اسمبلنگ، مشین کی تنصیب اور آپریشنز، ترقی یافتہ تکنیکی سرگرمیاں	تحقیق وترقی، پیٹروکیمیکلز (ایڈوانسڈ کریکنگ وغیرہ) اور دواسازی کی سرگرمیاں (دواؤں پر تحقیق)، مارکیٹنگ، استعدادکاری، انتظام، تربیت
خدمات	نقل وحمل، مہمان نوازی، بنیادی پلمبنگ، بڑھئی اور الیکٹریشن کا کام، سیکورٹی گارڈ	ٹور گائڈ، پورٹ پر مشینری اور برقی سامان کی تنصیب، مشین آپریشنز، بڑے بحری جہازوں کی مرمت، انجن کی مرمت، لسانی مہارت، الیکٹرانک نگرانی	تکمیلی نوعیت کی خدمات (اکاؤنٹنگ، قانونی مشاورت، عمومی مشاورت، کنسلٹنسی وغیرہ)، ڈجیٹل فنانس اور بیمہ، آئی سی ٹی پورٹ انجنیئرنگ (بھاری مشینری کا استعمال)، ٹریکنگ سسٹمز، طبّی خدمات، ای کامرس، انفارمیٹائزیشن، تحقیق وترقی، تربیت، ضابطہ سازی

*مہارت کی بنیاد پر عالمی ادارۂ محنت کی تشریحات اور منسلک آئی ایس سی او2008ء کے مطابق درجہ بندی

تک مجوزہ 9 خصوصی اقتصادی زون کی تشکیل کو شمار کرنے کے بعد یہ تعداد 1.2 ملین تک جانے کا تخمینہ ہے (**شکل خ 1.3**)۔[2] تاہم اس مطالعے میں یہ بھی مشاہدہ کیا گیا کہ بعض منصوبوں کے تعمیراتی اور آپریشنل مرحلوں کے دوران چینی اور پاکستانی کارکنوں کا تناسب بالترتیب 58:42 اور 37:63 رہا۔[3] اگرچہ یہ چینی فرموں کی روایت ہے کہ چین سے خاصی تعداد میں مزدوروں کو ساتھ لے کر

[1] راشد ایس، ضیاایم ایم، اور وقار ایس (2018ء) *Employment Outlook of China Pakistan Economic Corridor: A Meta-Analysis* سی پیک سینٹر آف ایکسی لینس۔ ورکنگ پیپر 21۔

[2] عالمی ادارہ محنت کے تخمینے کے تحت سی پیک کی بنا پر پاکستان میں چار لاکھ نئی ملازمتوں کا امکان ہے، جبکہ کراچی کے اطلاقی معاشیات کے تحقیقی مرکز نے 2015ء سے 2030ء تک کے عرصے میں یہ تعداد سات لاکھ بتائی ہے۔ دریں اثنا وزارت منصوبہ بندی کمیشن کو توقع ہے کہ اگلے 15 برسوں میں سی پیک آٹھ لاکھ نئی ملازمتیں پیدا کرے گا۔

[3] اس مطالعے کے مصنفین نے ساہیوال کے کوئلہ بجلی گھر منصوبے کے زیرِ تعمیر اور تکمیل کے قریب مراحل کا مشاہدہ کرکے تجزیے کی غرض سے افرادی قوت کا تناسب معلوم کیا۔

آتی ہیں (جیسا کہ بیلٹ اینڈ روڈ کے دوسرے ملکوں مثلاً سری لنکا اور بنگلہ دیش کے معاملے میں دیکھا گیا)، تاہم پاکستان میں چینی مزدوروں کے بڑے تناسب کی ممکنہ وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ اوسط سے اعلیٰ مہارت رکھنے والے مزدوروں کی پاکستانی مارکیٹ میں قلت ہے۔

یہ بات فکر مندی پیدا کرتی ہے کہ مزدوروں کی تعداد میں یہ فرق آگے چل کر اُس وقت مزید بڑھ سکتا ہے جب زیادہ علم و ہنر کا تقاضا کرنے والے شعبوں میں کام کرنے کا موقع آئے گا، مثلاً زرعی پراسیسز کی ڈجٹائزیشن / میکنائزیشن، اور معیشت کے مالی اور ٹیکنالوجی والے شعبوں میں مشترکہ منصوبے (**جدول خ 1.3**)۔

(i) ناکافی تعلیم افرادی قوت کی مہارت کی سطح پر اثر انداز ہو رہی ہے

جیسا کہ شکل خ 1.4 میں دکھایا گیا ہے، مجموعی سول لیبر فورس میں 40.1 فیصد کارکن ناخواندہ ہیں۔ اس کے علاوہ جو خواندہ کارکنوں میں سے 74.5 فیصد کی تعلیمی سطح صرف میٹرک (دسویں جماعت) ہے۔ نیز، برطانیہ کے محکمہ بین الاقوامی ترقی (ڈی ایف آئی ڈی) اور فاؤنڈیشن آف اوپن سوسائٹی (ایف او ایس آئی) کے اشتراک سے ادارہ تعلیم و آگہی کی شائع ہونے والی 'تعلیم کی صورتِ حال کی سالانہ رپورٹ' برائے 2016ء کے مطابق پورے ملک کے دیہی علاقوں کے میٹرک کے طلبہ کی اوسطاً 10.3 فیصد تعداد اردو اور دوسری علاقائی زبانوں میں ایک لفظ بھی نہیں پڑھ سکتی (**شکل خ 1.5**)۔ اسکولوں سے ملنے والی اس غیر تسلی بخش کارکردگی کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ لیبر فورس ٹیکنکل نوعیت کی ملازمتوں کی مطلوبہ اہلیت نہیں رکھتی۔

تازہ ترین لیبر فورس سروے، جس میں عالمی ادارہ محنت (آئی ایل او) کے اسکل گروپ کی درجہ بندیاں استعمال کی گئیں، کے اعداد و شمار کے مطابق فی الوقت پاکستانی لیبر مارکیٹ میں پیدا ہونے والی ملازمتوں میں پست، اوسط اور اعلیٰ مہارتوں والی ملازمتوں کا تناسب بالترتیب 18:71:11 ہے۔ تاہم آئی ایل او کا تخمینہ ہے کہ 2022ء تک یہ تناسب بدل کر 18:60:22 ہو جائے گا، جس سے یہ بات مزید اجاگر ہوتی ہے کہ مستقبل میں نسبتاً جدید ملازمتوں کے لیے اپنی افرادی قوت کو تربیت فراہم کرنے کی ضرورت ہے (**شکل خ 1.6**)۔

(ii) افرادی قوت کی پیداواری سطح بھی پست ہے

انسانی سرمائے کی استعداد سے محرومی کے نتیجے میں ملک کی افرادی قوت پیداواریت کے لحاظ سے پیچھے رہ گئی ہے۔[4] درحقیقت 1998ء سے 2018ء تک محنت کی پیداواریت میں مجموعی نمو کے لحاظ سے پاکستان تمام علاقائی ملکوں میں پست ترین (20 فیصد) رہا ہے۔ موازنہ کیا جائے تو مذکورہ مدت کے دوران بھارت، سری لنکا، بھوٹان، ویت نام اور بنگلہ دیش تمام ملکوں نے محنت کی پیداواریت میں 100 فیصد سے زائد نمو حاصل کی (**شکل خ 1.7**)۔

(iii) تکنیکی قابلیت کے معاملے میں بھی افرادی قوت کی کارکردگی ناقص ہے

شکل خ 1.4: بلحاظِ تعلیمی سطح سویلین افرادی قوت م س

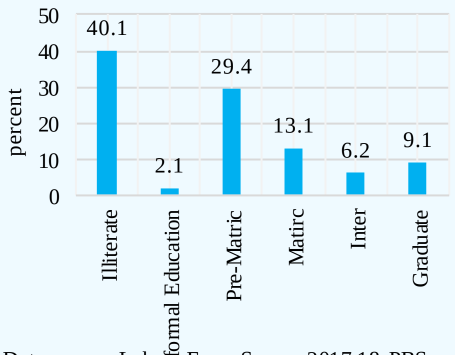

Data source: Labour Force Survey 2017-18, PBS

شکل خ 1.5 : دیہی علاقوں کے دسویں جماعت کے طلبہ کی اردو، سندھی اور پشتو پڑھنے کی صلاحیت کے لحاظ سے فیصد

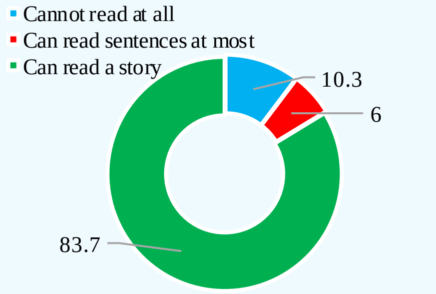

Data source: Idara-e-Taleem-o-Aagahi (ITA) 2016 State of Education Report

سی پیک کے اگلے مرحلے میں ٹیکنالوجی کے محاذ پر بڑے بڑے فوائد سمیٹنے کا منصوبہ ہے۔ مثال کے طور پر مجوزہ 820 کلومیٹر طویل آپٹیکل فائبر کیبل (خنجراب سے راولپنڈی تک) بچھانے کا کام تاکہ ملک کے پسماندہ علاقوں کو تیز اور محفوظ انٹرنیٹ کنکشن فراہم کیا جائے۔ ٹیکنالوجی کے شعبے کو اسلام آباد میں ایک آئی ٹی پارک کی تیاری اور اس کے ساتھ ساتھ چینی فرموں (جیسے علی بابا ای فاؤنڈرز فیلوشپ پروگرام برائے اسٹارٹ اپس) کی جانب سے پاکستان کی افرادی قوت کے لیے تربیتی پروگراموں سے بھی فائدہ ہونے کی توقع ہے۔ مزید برآں خصوصی اقتصادی زون کے قیام کے بعد اب پاکستان تیاری کی اس حالت میں آچکا ہے کہ اسے ٹیکنالوجی کی منتقلی عمل میں لائی جائے، خصوصاً صنعتی شعبے میں۔

---

[4] یہ بات اہم ہے کہ ملک میں افرادی قوت کی مجموعی پیداواریت کی سطح پست رکھنے میں کئی برسوں کے دوران جو عوامل کارفرما رہے ہیں وہ سرمایہ کاری کی سطح کا مسلسل کم رہنا اور ٹیکنالوجی کی ترقی (کلّی عامل پیداواریت) سے کم سے کم فوائد حاصل کرنا ہیں۔ ماخذ: امجد، آر، اور اویس، این (2016ء)۔ پاکستان کی پیداواری کارکردگی اور ٹی پی ایف رجحانات، 1980ء تا 2015ء: تشویش کا حقیقی سبب۔

شکل خ 1.6 : مہارت کی ضروریات کے لحاظ سے پیشوں کی تقسیم

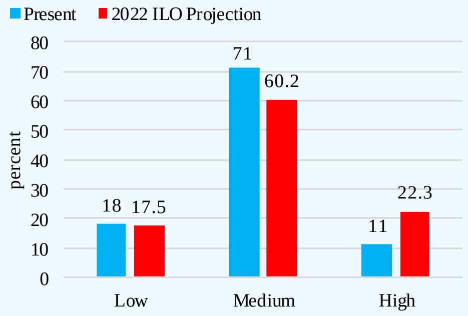

Data source: LFS for Present; ILO for 2022 projections

شکل خ 1.7 : مزدور کی پیداواریت میں 20 سال میں آنے والی تبدیلیاں

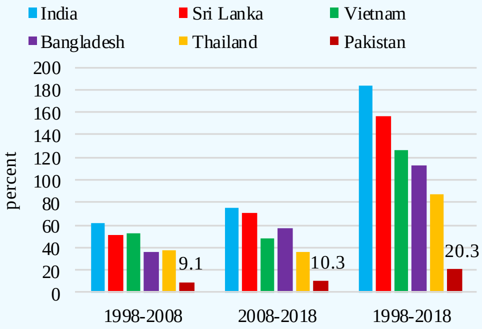

Data source: ILO

تاہم گذشتہ عشروں کے دوران ملک میں انسانی سرمائے کی ترقی کی پست سطح کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ پاکستان informatization -کوئی ملک یا جغرافیائی خطہ جس حد تک انفارمیشن کو اپنی اساس بنا چکا ہوتا ہے- (یعنی معلومات پر مبنی معیشت کی طرف پیش قدمی کا عمل) کے معاملے میں اپنے ہمسر ملکوں سے پیچھے رہ گیا ہے۔ چائنیز اسٹیٹ انفارمیشن سینٹر کے 2018ء میں تشکیل کردہ ایک اشاریے کے مطابق جو 64 ممالک بیلٹ اینڈ روڈ انی شی ایٹو (بی آر آئی) کا باقاعدہ حصہ ہیں، ان میں پاکستان informatization کے لحاظ سے 54 ویں درجے پر ہے (شکل خ 1.8)۔[5] پاکستان کا مجموعی اسکور 100 نمبروں میں 33.0 ہے۔ یہ طلب اور رسد کی اُن شدید رکاوٹوں کی علامت ہے جو ملک کے آئی ٹی شعبے کو ترقی سے روک رہی ہیں اور اسے معیشت کی نمو میں کردار ادا کرنے نہیں دے رہیں۔

مزید برآں، پاکستان میں انٹرنیٹ شمولیتی سطح بھی اوسط سے کم ہے۔ اکنامسٹ کے انٹیلی جنس یونٹ کی رپورٹ برائے 2018ء کے مطابق سروے میں شریک 86 ملکوں میں پاکستان کا مجموعی طور پر 68واں درجہ ہے۔ اس کا اسکور 100 میں سے 54.5 ہے جبکہ جنوبی ایشیا کا اوسط اسکور 61 اور عالمی اوسط 67 آیا۔[6]

خ 1.4 پالیسی سفارشات اور منظر نامہ

سی پیک منصوبوں پر عمل درآمد سے سامنے آنے والے مواقع سے زیادہ سے زیادہ فوائد حاصل کرنے کے لیے پاکستان کو اپنے انسانی سرمائے کی قلت کا سنجیدگی سے نوٹس لینا ہو گا۔ حکومت کو ایک فریم ورک بنانے کی ضرورت ہے جس میں افرادی قوت کی مہارتیں

[5] بی آر آئی informatization ڈیولپمنٹ انڈیکس بیلٹ اینڈ روڈ انی شی ایٹو کے تحت آنے والے ملکوں کی مختلف اظہاریوں پر درجہ بندی کرتا ہے، مثلاً آئی سی ٹی فاؤنڈیشن (فی کس جی ڈی پی، اعلیٰ تعلیم میں داخلے، براڈبینڈ اسپیڈ)، آئی سی ٹی ایپلی کیشن (براڈبینڈ اور انٹرنیٹ تک رسائی کی سطح)، اور آئی سی ٹی صنعت (آئی ٹی اور آئی ٹی سے چلنے والی مصنوعات اور خدمات کی برآمد کی استعداد)۔

[6] مزید تفصیل کے لیے حوالہ "باکس 2.3: پاکستان میں انٹرنیٹ کی شمولیت کی صورت حال" اسٹیٹ بینک آف پاکستان کی تیسری سہ ماہی رپورٹ برائے مالی سال 18ء۔

بڑھانے اور متعلقہ خدمات کی مناسب فراہمی پر توجہ دی جائے تاکہ ہم خطّے کے دوسرے ملکوں کے برابر آسکیں جو کہ مسابقتی فوائد سمیٹنے کے لیے ری اسکلنگ، ڈجیٹائزیشن اور ٹیکنالوجیکل پیش رفت پر بھرپور توجہ دے رہے ہیں۔

اولاً، ملک کے تعلیمی نظام کی معقول اصلاح کی ضرورت ہے تاکہ لیبر فورس میں نئے آنے والے ماہر گریجویٹس کی قلت دور ہوسکے۔ جیسا کہ انسانی سرمائے کے اشاریے کے مشاہدات سے پتہ چلتا ہے، پرائمری تعلیم کی اثر انگیزی میں نمایاں اضافہ کرنے کی ضرورت ہے تاکہ علم کے انجذاب کی سطح بہتر بنائی جائے اور اسکولوں میں داخلے بڑھائے جائیں۔ درسی اداروں کے نصاب پر نظر ثانی کی بھی اتنی ہی اہمیت ہے تاکہ وہ موجودہ اور مستقبل کے پیشوں کی ضروریات کی بہتر عکاسی کرسکے۔

ثانیاً، افرادی قوت کی پیشہ ورانہ اور کاریگری کی تربیت پر متوجہ رہنا بہت اہم ہے کیونکہ ملازمت کی منتقلی اور تکنیکی ترقی کے عبوری مرحلے کے دوران ملکی محنت کشوں کو روزگار کے قابل بنائے رکھنا، اور بہترین صورت میں ان کی قابلیت میں اضافہ کرنا ہوگا۔ اس سلسلے میں ایک خوش آئند پیش رفت یہ ہے کہ چینی فرمیں پاکستانی نوجوانوں کی تکنیکی مہارت بڑھانے میں پہلے ہی مصروف ہیں تاکہ انہیں سی پیک منصوبوں کے تحت کام کے لیے تیار کیا جائے۔ اس میں ان چیزوں پر توجہ شامل ہے: پیشہ ورانہ تربیت (جیسے گوادر میں پاک چائنا ٹیکنکل اینڈ ووکیشنل انسٹیٹیوٹ کی تعمیر)، جامعات اور کالجوں کے طلبہ کے لیے وظائف اور تبادلے کے پروگرام جیسا کہ مشترکہ بیان میں درج ہے، اور پاکستانی ٹیکنالوجیکل پلیٹ فارمز کے ساتھ اشتراک (جیسے این آئی سی کراچی کے ساتھ علی بابا کی فاؤنڈرز فیلوشپ پروگرام)۔

خ1.8 : منتخب ملکوں کا بی آر آئی انفارمیٹائزیشن انڈیکس اسکور

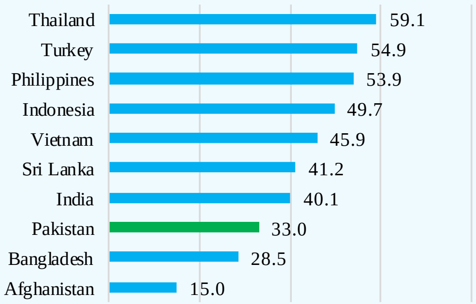

Data source: State Information Center of China (Score out of 100)

تاہم جیسا کہ گذشتہ رپورٹوں میں زور دیا گیا ہے، سرکاری دائرے میں ایک مرکزی پالیسی کی ضرورت ہے جو مہارت سازی کے پورے عمل پر حاوی ہو تاکہ اس سلسلے میں ہونے والی پیش رفت کو ملکی مقاصد سے ہم آہنگ رکھا جائے۔ اٹھارہویں ترمیم کے تحت محکمہ محنت صوبوں کا معاملہ بن چکا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ صوبوں کو بھی اس سلسلے میں مرکز کو سہولت دینی ہوگی۔ حال میں سندھ، پنجاب اور خیبر پختونخوا سب صوبوں نے لیبر پالیسیوں کا اعلان کیا ہے جن میں یہ مقاصد بیان کیے گئے ہیں: ملازمتیں بڑھانا، محفوظ اور صحت مند حالاتِ کار کی فراہمی، ملازمت میں صنفی مساوات یقینی بنانا، اور عبوری معیشت کی ضروریات کے مطابق اپنی متعلقہ افرادی قوت کی

تربیت۔[7] یہ قابلِ تعریف اقدام ہے، تاہم یہ بھی اہم ہے کہ ان پالیسیوں پر اُن کی پوری روح کے ساتھ عمل درآمد ہو تاکہ مقررہ فوائد حاصل کیے جا سکیں۔

ایک اور حوصلہ افزا پیش رفت یہ ہے کہ نیشنل ووکیشنل اینڈ ٹیکنیکل ٹریننگ کمیشن آف پاکستان ملکی لیبر مارکیٹ میں پلیسمنٹ اور اسکل میچنگ کو بہتر بنانے کی خاطر مہارتوں کی باقاعدہ متعین زمرہ بندیاں (skill-set categorization) متعارف کرانے کی تیاریوں میں ہے۔ نظرِ ثانی شدہ نیشنل ووکیشنل کوالیفکیشن فریم ورک کے تحت تجزیے کا ایک معیار تیار کیا جا رہا ہے تاکہ کارکنوں کی اُن کی ہنر مندی کے مطابق درجہ بندی کی جائے اور انہیں اعلیٰ سطحوں تک بتدریج ترقی میں مدد دی جائے۔[8] ٹی وی ای ٹی (ٹیکنیکل اینڈ ووکیشنل ایجوکیشن اینڈ ٹریننگ) شعبے کے اداروں کی بھی متعلقہ اداروں کے ساتھ وابستگی / ایکریڈیٹیشن، تربیتی سہولتوں کی مناسبت، تدریسی عملے کے معیار، پیش کردہ پیشوں (trades) کی اقسام، گریجویٹس کی ملازمتی اہلیت، این وی کیو ایف کے ساتھ ہم آہنگی، اور صحت و سلامتی کے تقاضوں وغیرہ جیسے اظہاریوں کی بنیاد پر جانچ کی جائے گی۔ اس کا مقصد تربیتی اداروں کے مابین صحت مند مقابلے کی فضا پیدا کرنا ہے تاکہ شعبے میں بحیثیت مجموعی بہتری لائی جائے۔

ثالثاً جہاں تک ٹیکنالوجی کا تعلق ہے تو گذشتہ سال جاری کردہ ڈجیٹل پاکستان پالیسی میں ملک میں ڈجٹائزیشن کی توسیع کے ذریعے انسانی سرمائے میں اضافے کا ایک پُر امید نقشہ شامل ہے۔[9] اگر افراد اور کاروباری اداروں دونوں کو مارکیٹ کے ای کامرس، فِن ٹیک اور بی پی او زمروں میں آئی سی ٹی کا فائدہ اٹھانا ہے تو ڈجیٹل اور مالی خواندگی اور شمولیت پر زور دینا لازمی ہوگا۔ آخر میں، تکمیلی خدمات کے شعبے (جیسے اکاؤنٹنسی، مشاورت قانونی معاونت وغیرہ) سے متعلق اعلیٰ سطح کی تعلیم پر توجہ دینے کی ضرورت ہوگی تاکہ ملکی افرادی قوت مجوّزہ خصوصی اقتصادی زون کے تحت نئی صنعتوں سے منسلک تقاضوں کو پورا کر سکے۔

---

[7] صوبہ سندھ نے فروری 2018ء میں اپنی "پہلی سندھ لیبر پالیسی 2018ء" کا اعلان کیا، خیبر پختونخوا نے مئی 2018ء میں اپنی لیبر پالیسی اور چائلڈ لیبر پالیسی منظور کی۔ حکومت پنجاب نے نومبر 2018ء میں لیبر پالیسی 2018ء منظور کی۔

[8] "معلومات اور فہم" "مہارتیں" اور "ذمہ داریاں" کی ذیل میں این وی کیو ایف کی آٹھ حوالہ جاتی سطحیں سکھلائی کا ماحصل (learning outcomes) کے معنوں میں بیان کی گئی ہیں۔ سکھلائی کے ماحصل کی پیچیدگی کی تشریح کی خاطر بنیادی معلومات، بنیادی مہارتیں اور براہِ راست نگرانی میں کام کرنا (پہلی سطح) سے لے کر اعلیٰ درجے کی معلومات، خصوصی تکنیکی مہارتیں اور نگرانی و انتظام کی ذمہ داریاں (پانچویں سطح) تک بیان کی گئی ہیں۔ چھٹی سے آٹھویں تک کی سطحیں بیچلر اور اس سے اوپر کے طلبہ کے لیے ہیں اور وہ اعلیٰ تعلیم کمیشن (ایچ ای سی) پاکستان کے دائرہ کار میں آتی ہیں۔

[9] فہرست کے مطابق مقاصد یہ ہیں: (i) آئی سی ٹی کی تعلیم پر توجہ رکھنا تاکہ ملکی نوجوانوں کی معلومات میں اضافہ کر کے عالمی معیار سے ہم آہنگ کیا جائے، (ii) ملک میں جدت طرازی اور نئے کاروباری اداروں کو فروغ دیا جائے، (iii) صنعت اور تعلیمی اداروں کے مابین موجود خلا کو پُر کیا جائے، اور (iv) ویب کا مواد ملکی زبان میں بڑھانے پر زور دیا جائے تاکہ عوام کے لیے ڈجیٹل پلیٹ فارمز کی رسائی اور موزونیت میں اضافہ ہو سکے۔

اگر ان اقدامات پر موئثر طریقے سے عمل درآمد کر لیا گیا تو اِن میں اتنی استعداد موجود ہے کہ کارکنوں کا معیار بتدریج بہتر ہوتا جائے اور ملک کو وہ ذرائع فراہم ہو جائیں کہ سی پیک کے ساتھ ساتھ معلومات پر مبنی اور ٹیکنالوجی کے بل پر معاشی ترقی کے ماڈلز کی طرف دنیا بھر میں تیز رفتار منتقلی کے نتیجے میں سامنے آنے والے ممکنہ مواقع کا زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا جاسکے۔